نکاح کس طرح پڑھائیں؟

اس کتابچہ میں نکاح پڑھانے کا شرعی طریقہ درج ہے جس میں تمام ضروری مسائل کو جمع کر دیا گیا ہے۔ ہر نکاح خواں کی ضرورت۔

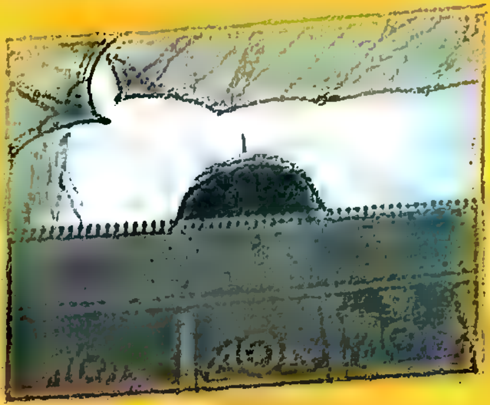

تالیف

مولانا محمد عثمان نوی والا

استاذ مدرسہ بیت العلم کراچی

مکتبہ بیت العلم

فدا منزل، نزد مقدس مسجد، اردو بازار، کراچی۔ فون 509-32726508-21-92 موبائل: 0322-2583199

17 الفضل مارکیٹ، اردو بازار، لاہور۔ فون: 042-37112356 موبائل: 0315-4472693

Scanned by CamScanner

نکاح کس طرح پڑھائیں؟

اس کتابچہ میں نکاح پڑھانے کا شرعی طریقہ درج ہے جس میں تمام ضروری مسائل کو جمع کر دیا گیا ہے۔ ہر نکاح خواں کی ضرورت۔

تالیف

مولانا محمد عثمان نوی والا

استاد مدرسہ بیت العلم کراچی

ناشر

مکتبہ بیت العلم

Scanned by CamScanner

بشکریہ: بیت العلم

اردو بازار، کراچی۔

کتاب کا نام:............... نکاح کس طرح پڑھائیں؟

تاریخ اشاعت:............ جمادی الثانیہ ۱۴۳۳ھ بمطابق مئی ۲۰۱۲ء

ناشر

مکتبہ بیت العلم

فدا منزل نزد مقدس مسجد، اردو بازار، کراچی۔

فون:092-021-32726509 موبائل:0322-2583199

ویب سائٹ:www.mbi.com.pk

ملنے کے دیگر پتے

☆ مکتبہ رحمانیہ، اردو بازار لاہور۔ فون: 0423-7224228

☆ مکتبہ سید احمد شہید، اردو بازار لاہور۔ فون: 0423-7228196

☆ مکتبہ امدادیہ، ٹی۔ بی روڈ، ملتان۔ فون: 061-4544965

☆ کتب خانہ رشیدیہ، راجہ بازار، مدینہ کلاتھ مارکیٹ، راولپنڈی۔ فون: 051-5771798

☆ مکتبہ رشیدیہ، سرکی روڈ، کوئٹہ۔ فون: 081-662263

☆ کتاب مرکز، فیریئر روڈ، سکھر۔ فون: 071-5625850

☆ بیت القرآن، نزد ڈاکٹر ہارون والی گلی، چھوٹی گھٹی، حیدر آباد۔ فون: 022-3640875

نوٹ: یہ کتاب اب آپ ادارۃ السعید سے بذریعہ VP بھی منگوا سکتے ہیں۔

برائے سیلز و مارکیٹنگ: کراچی: 0322-2583199

لاہور: 042-3112356 , 0315-4472693

Scanned by CamScanner

فہرست مضامین

۱	مقدمہ	۱
۲	ابتدائی مسائل	۳
۳	دلہن کے وکیل کے مسائل	۵
۴	ولی کے مسائل	۶
۵	دلہن سے اجازت اور وکالت لینے کا طریقہ	۷
۶	دلہن کی طرف سے اجازت دینے کے مسائل	۸
۷	فضولی کے مسائل	۹
۸	نکاح خواں کے مسائل	۱۰
۹	دلہے کے وکیل کے مسائل	۱۴
۱۰	وکالت کے الفاظ	۱۵
۱۱	ٹیلی فون پر نکاح	۱۵
۱۲	مہر کے مسائل	۱۶
۱۳	مہر فاطمی	۱۷
۱۴	مہرِ معجّل اور مہرِ موجل	۱۹
۱۵	نکاح کے خطبہ کے مسائل	۲۰

Scanned by CamScanner

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ وکفی وسلام علی عبادہ الذین اصطفی ولا سیما علی سیدنا محمد المصطفیٰ ومن بھدیہ اھتدی۔

دین اسلام میں نکاح کی بڑی اہمیت ہے۔ اسلام ہی نے نکاح کو فروغ دیا اور نکاح کے علاوہ مرد وعورت کے ملاپ کے طریقوں پر پابندیاں لگائیں۔ یہی وجہ ہے کہ دنیا میں جہاں جہاں مسلمان آباد ہیں وہاں ایک پروقار خاندانی نظام قائم ہے۔ جیسے ہی اولاد بڑی ہوتی ہے والدین کو ان کے نکاح کی فکر دامن گیر ہوتی ہے اس لیے تقریباً ہر جامع مسجد میں وقتاً فوقتاً نکاح کی مجلس منعقد ہوتی رہتی ہے۔

ہر شخص کو نکاح کی مجالس سے واسطہ پڑتا ہے۔ بندے کو کئی دفعہ نکاح کی مجالس میں شرکت کی سعادت حاصل ہوئی۔ نکاح پڑھانے والا ہر شخص عالم نہیں ہوتا اور ہر نکاح پڑھانے والے کو نکاح کے ابتدائی مسائل مستحضر نہیں ہوتے جس کی وجہ سے بعض غیر ضروری چیزوں کو ضروری سمجھا جاتا ہے اور بعض ضروری چیزوں کو ترک کر دیا جاتا ہے۔

نیز نکاح فارم پُر کرنے میں لوگ بہت پریشان ہوتے ہیں۔ وکیل اور اس کے گواہ کا نکاح میں کیا کردار ہے؟ معلوم نہیں ہوتا۔ ایک نکاح کی مجلس میں نکاح خواں کو ایک کاغذ دیا گیا جس میں دلہن کے وکیل اور اس کے گواہ اور دولہا کے وکیل اور اس کے گواہوں کے نام درج تھے، حالاں کہ دولھا خود مجلسِ نکاح میں شریک تھا۔ ایسے ہی ایک مجلس میں کافی دیر تک دلہن کے وکیل کے گواہوں کا انتظار کیا گیا حالاں کہ ان کی نکاح میں شرکت ضروری نہیں تھی۔

Scanned by CamScanner

ان وجوہات کی بنا پر خیال پیدا ہوا کہ کچھ مسائل جمع کر لیے جائیں جن میں نکاح کے انعقاد سے متعلق اہم مسائل مذکور ہوں، تا کہ ہر نکاح پڑھانے والے کو نکاح کے انعقاد کے بنیادی مسائل معلوم ہو جائیں۔ بندے نے صرف ابتدائی اہم مسائل کو جمع کرنے کا اہتمام کیا ہے تفصیلی مسائل سے تعرض نہیں کیا، اس کے لیے پہلے سے معروف علماء کی مستند کتابیں دستیاب ہیں۔

بندے کی پوری کوشش تھی کہ تمام مسائل مستند حوالوں کے ساتھ ہوں، اس لیے بندے نے اکابرین کے فتاوی سے استفادہ کیا اور ان کے حوالے بھی درج کر دیے لیکن فتاوی کی عبارت کو چوں کہ اپنے الفاظ میں ڈھالا ہے اس لیے بہت ممکن ہے کہ کہیں کوئی غلطی یا کوتاہی ہوگئی ہو، بندہ ان تمام حضرات کا ممنون ہوگا جو ان غلطیوں اور کوتاہیوں کی طرف نشان دہی فرمائیں، تا کہ آئندہ اشاعت میں ان کو درست کر لیا جائے۔

برا سمجھوں انھیں مجھ سے تو ایسا ہو نہیں سکتا
کہ میں خود بھی تو ہوں اقبال اپنے نکتہ چینوں میں

(بانگ درا غزل نمبر ۹)

محمد عثمان

یکم رجب ۱۴۳۳ھ

بمطابق ۲۳ مئی ۲۰۱۲ء

Scanned by CamScanner

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مسئلہ: نکاح ایجاب وقبول سے منعقد ہوجاتا ہے۔ اس کے لیے دو گواہ شرط ہیں۔ (۱) مثلاً زید قدسیہ سے کہے: ''میں نے تم سے ۲۵۰۰۰ روپے مہر کے عوض نکاح کیا'' اور قدسیہ دو مرد یا ایک مرد اور دو عورتوں کے روبرو یہ کہے کہ ''میں نے قبول کیا'' تو نکاح منعقد ہو گیا۔

مسئلہ: بہتر یہ ہے کہ بڑے مجمع میں نکاح کیا جائے۔ جیسے نماز جمعہ کے بعد جامع مسجد میں یا اور کہیں، تاکہ نکاح کی خوب شہرت ہوجائے اور چھپ چھپا کے نکاح نہ کرے۔ (بہشتی زیور) (۲)

مسئلہ: شرعاً نکاح صرف دو گواہوں کے سامنے ہوجاتا ہے، البتہ اس کا اعلان کرنا مستحب ہے۔ اس میں بھی بہت سی مصلحتیں ہیں، مثلاً اگر دو گواہوں میں سے ایک گواہ چلا گیا یا مر گیا اور عورت نے نکاح سے انکار کر دیا تو قضائے ثبوت میں دشواری ہوگی، اولاد کے نسب میں بھی اشکال ہوگا، جن لوگوں کو نکاح کا علم نہیں وہ طرح طرح کی بدگمانیاں کریں گے، زوجین کے تعلقات کو حرمت اور زنا وغیرہ پر محمول کریں گے۔ اہل تجربہ سے یہ اشیاء مخفی نہیں۔ (فتاوی محمودیہ ج ۱۰ ص ۴۷۶، جامعۃ فاروقیہ)

---

(۱) وینعقد بایجاب من احدھما وقبول الاخر وضعا للماضی کزوجت نفسی او بنتی او مؤکلتی منک ویقول الاخر تزوجت اوقبلت لنفسی اولمؤکلی اولابنی مجمع الانہر ۱/۳۱۵

(۲) روی الترمذی عن عائشۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہا، قالت: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: ''اعلنوا ھذا النکاح، واجعلوہ فی المساجد، واضربوا علیہ بالدفوف'' کذافی فتح القدیر۔ (البحر الرائق، ۳/۱۴۳، رشیدیہ) ویندب اعلانہ وتقدیم خطبۃ وکونہ فی مسجد یوم جمعۃ بعاقد رشید وشہود عدول (شرح التنویر ص ۱/۱۸۵)

Scanned by CamScanner

مسئلہ: نکاح تمام سال ہر دن ہر رات ہر تاریخ میں جائز ہے کسی دن ناجائز نہیں، البتہ جمعہ، جمعرات اور پیر کو نکاح کرنا افضل ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ۱۰/۴۸۵، جامعہ فاروقیہ) (۳)

مسئلہ: دلہن عموماً مجلس نکاح میں شریک نہیں ہوتی، بل کہ دلہن کی طرف سے اس کا وکیل ہوتا ہے تو اگر دلہن کا وکیل گواہوں کی موجودگی میں زید (دلہے) سے کہے کہ "میں نے قدسیہ کا نکاح تمہارے ساتھ ۲۵۰۰۰ روپے مہر کے عوض کیا کیا تم نے قدسیہ کو اپنے نکاح میں قبول کیا؟" اور دلہا کہے: "ہاں" تو نکاح منعقد ہو جائے گا۔

مسئلہ: وکیل کے لیے وکالت کے وقت مؤکل کو دیکھنا ضروری نہیں بل کہ وکالت فون اور فیکس وغیرہ کے ذریعہ بھی درست ہے۔

مسئلہ: گواہ کو گواہی کے لیے مشہود علیہ کو دیکھنا ضروری ہے۔ آواز سن کر یا فون وغیرہ کے ذریعہ کسی بات کو سن کر اس کی گواہی دینے سے گواہی قبول نہیں ہوتی۔ (۴)

---

(۳) قال ابن الهمام: يستحب مباشرة عقد النكاح في المسجد لكونه عبادة، وكونه في يوم الجمعة، وهو إما تفاؤلاً للاجتماع أو توقع زيادة الثواب، أو لأنه يحصل به كمال الإعلان"۔ مرقاة المفاتيح باب إعلان النكاح و الخطبة والشرط، الفصل الثاني۔

(ويوم الجمعة ولو منفرداً) إن صومه بانفراده مستحب عند العامة كالإثنين والخميس ۔۔۔ كذا في المحيط معللاً بأن لهذه الأيام فضيلة۔ (ردالمحتار: ۲/۳۷۵، کتاب الصوم، ایچ ایم سعید)

(۴) ولا يجوز للشاهد أن يشهد بشيئ لم يعاينه، هدايه كتاب الشهادة ۳/۱۵۹۔

Scanned by CamScanner

دلہن کے وکیل کے مسائل

مسئلہ: اگر دلہن کا وکیل دلہن کا نامحرم ہے تو وکیل کے لئے وکالت کے وقت دلہن کو دیکھنا ضروری نہیں آواز سن کر بھی وکالت ہو سکتی ہے لیکن دلہن کے وکیل کے گواہوں کا دلہن کی طرف سے وکالت دیتے وقت دلہن کو دیکھنا ضروری ہے اگر دلہن کو وکالت دیتے وقت نہ دیکھا تو گواہی معتبر نہ ہوگی اس لئے چاہئے کہ وکیل اور وکیل کے گواہ سب عورت کے محرم ہوں تاکہ بے پردگی نہ ہو۔

مسئلہ: دلہن کے وکیل کے لیے گواہوں کا ہونا ضروری نہیں صرف اکیلا وکیل ہو تب بھی کافی ہے، البتہ نکاح ہو جانے کے بعد دلہن وکالت کا انکار کر دے کہ میں نے اس شخص کو نکاح کا وکیل نہیں بنایا تو وکیل کی وکالت کو ثابت کرنے کے لیے گواہوں کی ضرورت پڑے گی۔(۵)

مسئلہ: مجلس نکاح میں دلہن کے وکیل کا ہونا ضروری ہے لیکن وکیل کے گواہوں کا ہونا کوئی ضروری نہیں، اس لیے کہ گواہ صرف وکالت کے ہیں اور یہ مجلس، نکاح کی ہے اور یہ بات پہلے معلوم ہو چکی کہ وکالت کے لیے وکیل کے گواہوں کا ہونا بھی کوئی ضروری نہیں تو وکالت کی گواہی کے بعد مجلس نکاح میں شرکت بدرجہ اولی ضروری نہیں ہوگی۔

---

(۵) واعلم انه لا يشترط الشهادة على الوكالة بالنكاح بل على عقد الوكيل وانما ينبغي ان يشهد الوكالة اذا خيف جحد الموكل اياها فتح (ص ۵۰ ج ۳، ایچ ایم سعید)

ولی کے مسائل

مسئلہ: لڑکی اور لڑکے کے نکاح کرنے کا جس کو اختیار ہوتا ہے اس کو ولی کہتے ہیں۔ (بہشتی زیور)(٦)

مسئلہ: لڑکی اور لڑکے کا ولی سب سے پہلے اس کا باپ ہے۔ اگر باپ نہ ہو تو دادا، وہ نہ ہو تو پردادا۔ اگر یہ لوگ کوئی نہ ہوں تو سگا بھائی۔ سگا بھائی نہ ہو تو سوتیلا بھائی، یعنی باپ شریک بھائی، پھر بھتیجا، پھر بھتیجے کا لڑکا، پھر بھتیجے کا پوتا۔ یہ لوگ نہ ہوں تو سگا چچا، پھر سوتیلا چچا، یعنی باپ کا سوتیلا بھائی، پھر سگے چچا کا لڑکا، پھر اس کا پوتا، پھر سوتیلے چچا کا لڑکا، پھر اس کا پوتا۔ (بہشتی زیور)(٧)

مسئلہ: بالغ لڑکی کا نکاح ولی اس کی اجازت کے بغیر جبراً نہیں کرسکتا، البتہ نابالغ کا نکاح اپنے اختیار سے کرسکتا ہے۔(٨)

مسئلہ: اگر ولی یا غیر ولی نے بالغ لڑکی سے نکاح سے پہلے اجازت لی تو وہ لڑکی کا وکیل ہے اور بغیر اجازت کے نکاح کردیا تو فضولی ہوگا(*)۔ یعنی نکاح سے پہلے جو اجازت لی جائے گی وہ وکالت کی ہوگی اور نکاح کے بعد وکالت کی نہیں بل کہ خود نکاح کی اجازت ہوگی۔

مسئلہ: نابالغ کے نکاح میں ولی خود عاقد ہوگا، یعنی اپنے اختیار سے ان کا نکاح کرائے گا۔

---

(٦) والولاية تنفيذ القول على الغير شاء او ابى (شامی ٣/٥٥)

(٧) الولی فی النکاح العصبة بنفسه و هو ما يتصل بالميت حتى المعتقة بلا توسط انثى على ترتيب الارث و الحجب۔ (شرح التنویر ١٩٣/١) (٨) ولا يجوز للولی اجبار البكر البالغة على النكاح (شرح البداية ٢٩٢/٢)

(*) فضولی کے مسائل آگے مذکور ہیں۔

Scanned by CamScanner

مسئلہ: اگر نابالغ لڑکی کے نکاح کا ولی باپ یا دادا ہو تو بالغ ہونے کے بعد اس کو نکاح فسخ کرنے کا اختیار نہ ہوگا اور اگر ولی باپ دادا کے علاوہ ہو تو بالغ ہونے کے بعد اس کو نکاح فسخ کرنے کا اختیار ہوگا۔(۹)

مسئلہ: کسی ولی نے جوان لڑکی کا نکاح لڑکی سے بغیر پوچھے اور بغیر اجازت لیے کر دیا تو وہ نکاح لڑکی کی اجازت پر موقوف ہے اگر وہ لڑکی اجازت دے تو نکاح ہو گیا اور اگر وہ راضی نہ ہوا اور اجازت نہ دے تو نہیں ہوا۔ (۱۰)

دلہن سے اجازت اور وکالت لینے کا طریقہ

وکیل نکاح سے پہلے دلہن سے وکالت اس طرح لے سکتا ہے:

"میں تمھارا نکاح زید بن خالد سے ۲۵۰۰۰ روپے مہر کے عوض کرا رہا ہوں۔"

یا

"تمھارا نکاح زید بن خالد سے ۲۵۰۰۰ روپے مہر کے عوض کرانے میں میں تمھارا وکیل بنتا ہوں، کیا تم مجھے وکیل بنانے پر راضی ہو؟"

نوٹ: وکالت کے لئے انھی الفاظ کا ہونا ضروری نہیں، بل کہ دوسرے الفاظ بھی استعمال کیے جا سکتے ہیں یہ الفاظ بطور مثال کے لکھے گئے ہیں۔

---

(۹) فان زوجهما الاب و الجد یعنی الصغیر و الصغیرة فلا خیار لهما بعد بلوغهما۔ (شرح البدایة) وان کان المزوج غیر هما ای غیر الاب و ابیه لا یصح النکاح من غیر کفوء او بغبن فاحش اصلا وان کان من کفوء وبمهر المثل صح لکن لهما ای لصغیر و صغیرة خیار الفسخ بالبلوغ او العلم بالنکاح بعده بشرط القضاء للفسخ (شامی ۳/۶۵، ایچ ایم سعید)

(۱۰) لا یجوز نکاح احد علی بالغة صحیحة العقل من اب او سلطان بغیر اذنها بکرا کانت او ثیبا فان فعل ذلک فالنکاح موقوف علی اجازتها فان اجازت جاز وان ردته بطل۔ (فتاوی هندیة ۲/۲۹۵)

Scanned by CamScanner

"رودینا" اجازت ہے؟ قابلِ تحقیق
(بہر صورت رضا ہے، اور بالصوت نہ اذن ہے نہ رد)
شامیہ ۴/۱۵۹)

دلہن کی طرف سے اجازت دینے کے مسائل

مسئلہ: اگر اجازت لینے والا ولی ہو اور دلہن کنواری ہو تو دلہن کا خاموش رہنا یا مسکرا دینا یا رو دینا اجازت سمجھی جائے گی، زبان سے کہنا ضروری نہیں۔ لیکن اگر اجازت لینے والا ولی نہ ہو تو زبان سے اجازت دینا ضروری ہے دلہن کی خاموشی اجازت نہیں سمجھی جائے گی۔ (۱۱)

مسئلہ: باپ کے ہوتے ہوئے چچا یا بھائی وغیرہ کسی اور ولی نے کنواری لڑکی سے اجازت مانگی تو اب فقط چپ رہنے سے اجازت نہ ہوگی بل کہ زبان سے اجازت دے تب اجازت ہوگی۔ ہاں اگر باپ ہی نے ان کو اجازت لینے کے واسطے بھیجا ہو (یعنی باپ کے وکیل ہوں) تو فقط چپ رہنے سے اجازت ہو جائے گی۔ خلاصہ یہ ہے کہ جو ولی سب سے مقدم ہو اور شرع سے اسی کو پوچھنے کا حق ہو، جب وہ خود یا اس کا بھیجا ہوا آدمی (اس کا وکیل) اجازت لے تب چپ رہنے سے اجازت ہوگی اور اگر حق تھا دادا کا اور پوچھا بھائی نے یا حق تھا بھائی کا اور پوچھا چچا نے تو ایسے وقت چپ رہنے سے اجازت نہ ہوگی۔ (بہشتی زیور) (۱۲)

مسئلہ: اگر وہ لڑکی کنواری نہیں بلکہ ایک نکاح پہلے ہو چکا ہے، یہ دوسرا نکاح ہے اس سے اس کے ولی نے اجازت لی اور پوچھا تو فقط چپ رہنے سے اجازت نہ ہوگی بل کہ

---

(۱۱) فان استاذنہا ھو ای الولی فسکتت او ضحکت غیر مستہزئۃ او تبسمت او بکت بلا صوت فہو اذن۔ (شرح التنویر ۱/۱۱)

وان فعل ھذا غیر الولی او ولی غیرہ اولی منہ لم یکن رضا حتی تتکلم بہ۔ (شرح التنویر ۲/۱۹۲)

(۱۲) وان فعل ھذا غیر الولی او ولی غیرہ اولی منہ لم یکن رضا حتی تتکلم بہ الخ بخلاف ما اذا کان المستامر رسول الولی لانہ قائم مقامہ۔ (شرح التنویر ۲/۱۹۲)

Scanned by CamScanner

زبان سے کہنا چاہیے اگر اس نے زبان سے نہیں کہا فقط چپ رہنے کی وجہ سے ولی نے نکاح کر دیا تو نکاح موقوف رہا، بعد میں اگر وہ زبان سے منظور کر لے تو نکاح ہو گیا اور اگر منظور نہ کرے تو نکاح نہیں ہوا۔ (بہشتی زیور) (۱۳)

فضولی کے مسائل

مسئلہ: ولی نے بغیر پوچھے اور بغیر اجازت لئے نکاح کر دیا، پھر نکاح کے بعد خود ولی نے یا اس کے بھیجے ہوئے کسی آدمی (ولی کے وکیل) نے آ کر خبر دی کہ تمھارا نکاح فلانے کے ساتھ کر دیا گیا تو اس صورت میں بھی چپ رہنے سے اجازت ہو جائے گی اور نکاح صحیح ہو جائے گا۔ (بہشتی زیور) اس میں کنواری اور پہلے سے نکاح والی سب برابر ہیں۔ (۱۴)

نکاح فارم پر دلہن کے دستخط کا مسئلہ

مسئلہ: دلہن سے اجازت لینے کا مسنون طریقہ تو یہ ہے کہ زبانی اجازت لی جائے۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت فاطمہؓ سے زبانی ہی دریافت فرمایا تھا (*)۔ زبانی اجازت کے بعد نکاح سے پہلے یا بعد میں دلہن سے فارم پر دستخط کرانا نکاح کے صحیح ہونے کے لئے شرعاً ضروری نہیں۔ نکاح دستخط کے بغیر بھی منعقد ہو جائے گا، البتہ فارم پر دستخط کرانا قانونی تقاضہ ہے۔

---

(۱۳) ولو استاذن الثیب فلا بد رضاها بالقول۔ (فتاوی هندية ۲/ ۲۹۸)

(۱۴) ولو زوجها فبلغها الخبر فسكتت فهو على ما ذكرنا ثم المخبر ان كان فضوليا يشترط فيه العدد او العدالة عند ابی حنیفة ولو كان رسولا لا يشترط اجماعا۔ (شرح البداية ۲/ ۲۹۸)

(*) ابو حنيفة عن عطاء عن ابن عباس: أن النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ذكر لفاطمة أن عليا يذكرك۔

ابو حنيفة عن شيبان عن يحيى عن المهاجر عن أبي هريرة رضی اللہ عنہ قال: كان رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اذا أراد أن يزوج إحدى بناته يقول: "إن فلانا يذكر فلانة" ثم يزوجها۔ وفي رواية: عن أبي هريرة رضی اللہ عنہ قال: كان النبي صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم إذا زوج إحدى بناته، أتى خدرها فيقول: "إن فلانا يذكر فلانة" ثم يزوجها۔ (مسند إمام اعظم ۳۸۱، بشری)

Scanned by CamScanner

نکاح خواں کے مسائل

مسئلہ: جس محفل میں گانا بجانا، عورت مرد کا اختلاط اور دیگر رسم و رواج ہوں ایسی مجلس میں نکاح پڑھانا شرعاً ممنوع اور معصیت ہے، خاص کر جو لوگ مقتدیٰ ہیں ان کو ایسی مجلس میں نکاح پڑھانے سے بہت احتیاط کرنی چاہیے۔

مسئلہ: نکاح کی مجلس کو انتہائی سادہ رکھنا چاہئے آج کل مجلسِ نکاح میں بیان کا رواج ہو رہا ہے، اگر کوئی مستند عالم دین یا بزرگ نکاح کی مجلس میں بیان کر دیں تو اور بات ہے لیکن ہر نکاح کی مجلس میں بیان کرنے اور کرانے کو لازم سمجھنے سے اجتناب کرنا چاہئے۔

مسئلہ: نکاح کی مجلس میں جتنے لوگ ایجاب وقبول کو سنتے ہیں سب نکاح کے گواہ ہوتے ہیں۔ نکاح فارم میں نکاح کے گواہ کے دو نام لکھنا قانونی تقاضہ ہے، اس لیے دو نام لکھنا چاہیے، تاہم اگر فارم میں لکھے لوگ نکاح کی مجلس میں نہ بھی ہوں تو دوسروں کی موجودگی میں نکاح ہو جائے گا ان کا انتظار ضروری نہیں۔ البتہ فارم میں لکھے لوگوں کا انتظار نہ کیا جائے تو پھر فارم میں وہ نام مٹا کر دوسرے نام لکھ دیئے جائیں تا کہ جھوٹ لکھنے کا گناہ نہ ہو۔

مسئلہ: اسی طرح وکیل کے گواہوں کا نکاح کی مجلس میں ہونا کوئی ضروری نہیں۔ یہ بات ہم پہلے بھی ذکر کر چکے ہیں۔

مسئلہ: نکاح کا خطبہ ایجاب وقبول سے پہلے پڑھنا چاہیے۔(۱۵)

---

(۱۵) ویندب اعلانہ وتقدیم خطبۃ (الدر المختار، کتاب النکاح: ۸/۳، سعید)

Scanned by CamScanner

مسئلہ: تین مرتبہ ایجاب وقبول کرانا زائد بات ہے، ایجاب وقبول ایک دفعہ بھی کافی ہے۔ (فتاوی محمودیہ، ۱۰/ ۴۶۴،۴۹۸)(۱۶)

مسئلہ: اگر نکاح خواں نکاح میں خطبہ پڑھنے کے بعد دلہن کے وکیل (عبداللہ) سے اس طرح کہے کہ "کیا آپ نے اپنی مؤکلہ قدسیہ بنت احمد کو زید ابن خالد کے نکاح میں دیا" اور وکیل کہے: "ہاں!" تو اس صورت میں ایجاب وکیل کی طرف سے ہوگا اور نکاح خواں صرف مُعبِّر ہوگا۔ پھر نکاح خواں دلہے سے کہے کہ "عبداللہ صاحب نے اپنی مؤکلہ قدسیہ بنت احمد کو آپ کے نکاح میں دیا آپ نے قبول کیا؟" اور دلہا کہے: "ہاں!" تو یہ دولہے کی طرف سے قبول ہوگا اور نکاح منعقد ہو جائے گا۔

مسئلہ: نکاح خواں اگر اس طرح نہ کہے جیسا مذکور ہوا بل کہ اپنی طرف سے ایجاب کرے (اور نکاح خواں خود دلہن کا وکیل نہ ہو جیسا کہ عام دستور ہے) مثلاً دلہا کو مخاطب کر کے یوں کہے:

"میں نے قدسیہ بنت احمد کو بوکالت عبداللہ صاحب آپ کے نکاح میں دیا جس کا مہر ۲۵۰۰۰ ہزار روپے ہے، کیا آپ نے قدسیہ بنت احمد کو اپنے نکاح میں قبول کیا؟"

یا

"میں نے قدسیہ بنت احمد کو آپ کے نکاح میں دیا جس کا مہر

---

(۱۶) النکاح ینعقد متلبسا بایجاب من احدھما وقبول من الآخر۔ (الدر المختار، کتاب النکاح، ۹/۳، سعید)

Scanned by CamScanner

۲۵۰۰۰ ہزار ہے کیا آپ نے قدسیہ بنت احمد کو اپنے نکاح میں

قبول کیا؟''

تو اس صورت میں نکاح خواں وکیل کا وکیل ہوگا، لہٰذا اسے وکیل سے اجازت لینی چاہیے، لیکن اجازت لینے کے باوجود مجلس نکاح میں وکیل کا ہونا ضروری ہے، کیوں کہ نکاح کے وکیل کے لیے بلا اجازت مؤکلہ کسی اور کو وکیل بنانا درست نہیں، البتہ وکیل خود مجلس میں ہو تو جائز ہے (فتاویٰ رحیمیہ بحوالہ قاضی خان، ۸/ ۱۴۶، ۱۴۵، دار الاشاعت)(۱۷)

مسئلہ: نکاح خواں وکیل سے ان الفاظ میں اجازت لے سکتا ہے:

کیا آپ کی طرف سے قدسیہ بنت احمد کا نکاح زید بن خالد سے

۲۵۰۰۰ ہزار روپے مہر کے عوض کرانے کی مجھے اجازت ہے؟

مسئلہ: اگر نکاح خواں مجلسِ نکاح میں وکیل سے صرف اتنا پوچھ لے کہ ''مجھے نکاح پڑھانے کی اجازت ہے؟'' اور وکیل کہے: ''ہاں!'' تب بھی کافی ہے۔

(دیکھیے فتاویٰ رحیمیہ بحوالہ قاضی خان، ۸/ ۱۴۶، ۱۴۵، دار الاشاعت)

مسئلہ: اگر نکاح خواں دلہن کے وکیل سے نکاح کی مجلس میں اجازت لینا بھول جائے یا ویسے ہی نہ لے اور وکیل نکاح کی مجلس میں حاضر ہو اور وہ نکاح کے بعد قول سے یا فعل یا حال سے رضامندی ظاہر کرے تو نکاح ہو جائے گا۔ (حوالہ بالا)(۱۸) [حاشیہ اگلے صفحہ پر ملاحظہ فرمائیں]

---

(۱۷) الوکیل بالتزوج لیس له ان یوکل غیرہ، فان فعل فزوجه الثانی بحضرة الاول جاز۔ (فتاویٰ قاضی خان فصل فی التوکیل بالنکاح والطلاق والعتاق، ۳/ ۵۸۰، فتاویٰ عالمگیری، ۲/ ۲۰)

Scanned by CamScanner

مسئلہ: اگر وکیل وکالت کے وقت اپنی مؤکلہ سے صراحت سے دوسرے کو وکالت دینے کی اجازت لے لے تو یہ بہت بہتر ہوگا اور مسئلہ بالکل بے غبار ہو جائے گا۔ مثلاً یوں وکالت لے:

"تمھارا نکاح زید بن خالد سے ۲۵۰۰۰ ہزار مہر کے عوض کرانے میں میں تمھارا وکیل ہوں، کیا تم مجھے وکیل بنانے اور میرے طرف سے کسی دوسرے کو وکالت دینے پر راضی ہو؟"

وکالت کے لیے انھی الفاظ کا ہونا ضروری نہیں، بل کہ دوسرے الفاظ بھی ہو سکتے ہیں۔ یہ سب بطورِ مثال کے لکھے گئے ہیں۔ ضرورت کے وقت علماء سے پوچھ لیا جائے۔

مسئلہ: منکوحہ کی اس طرح تعیین ضروری ہے کہ شوہر اور گواہ بخوبی پہچان جائیں، کسی قسم کا کوئی اشتباہ نہ رہے، اگر دلہن کا یا اس کے والد کا نام لیے بغیر ہی ایسی تعیین ہو گئی تو بھی نکاح صحیح ہے مثلاً:

(۱) لڑکی مجلس میں موجود ہو تو اس کی طرف اشارہ ہی کافی ہے، کسی کا نام لینے کی ضرورت نہیں۔ جیسے لڑکی سامنے ہو اور لڑکی کا باپ گواہوں کی موجودگی میں اس کی طرف اشارہ کر کے دلہے سے کہے کہ میں نے اس کا نکاح تمھارے ساتھ ۲۵۰۰۰ ہزار روپے مہر کے عوض کیا۔

(۲) لڑکی مجلس میں نہیں مگر اس کے نام سے سب اسے پہچانتے ہیں، اس نام کی کوئی

---

(۱۸) الوکیل اذا وکل بغیر اذن او تعمیم و اجاز ما فعلہ وکیلہ نفذ الا الطلاق و العتاق (الاشباہ) قولہ و اجاز ما فعلہ وکیلہ اقول و کذا لو عقد اجنبی فاجاز الاول (حموی شرح الاشباہ و النظائر ص ۲۶۸ کتاب الوکالۃ)

دوسری لڑکی غیر شادی شدہ وہاں نہیں تو اس صورت میں صرف لڑکی کا نام لینا کافی ہے،
والد کا نام لینا ضروری نہیں۔

(۳) کسی کی صرف ایک لڑکی ہو یا زیادہ لڑکیاں ہوں، مگر ایک کے سوا باقی سب شادی شدہ ہوں تو لڑکی کا نام لینا ضروری نہیں، صرف والد کا نام لینا کافی ہے۔ جیسے نکاح کرنے والا دولہے سے کہے: ''میں نے بنت احمد کا نکاح تمھارے ساتھ کیا''۔

(احسن الفتاوی ج ۵ بتصرف)

دلہے کے وکیل کے مسائل

مسئلہ: جب دلہا خود مجلس نکاح میں ہو تو دلہے کے وکیل کی کوئی ضرورت نہیں۔ دلہے کے وکیل کی ضرورت اس وقت ہوگی جب دلہا خود مجلس نکاح میں شریک نہ ہو سکے۔ جیسے مثلاً دلہا کسی اور ملک میں ہو اور نکاح کی مجلس میں نہیں آ سکتا تو وہ اپنا وکیل مقرر کر دے۔

مسئلہ: دلہے کے وکیل کے لئے وکالت فون، خط یا فیکس وغیرہ پر لینا درست ہے۔ لیکن دولہے کے وکیل کے گواہوں کا فون پر وکالت سن کر وکالت کی گواہی دینا درست نہیں۔ وکالت کی گواہی کے لئے ضروری ہے کہ گواہوں نے دلہا کو براہ راست بلا کسی واسطے کے وکالت دیتے ہوئے سنا ہو اور مجلس میں وکیل بھی موجود ہو۔

اس طرح گواہی اگر ممکن نہ ہو تو صرف وکیل پر اکتفاء کیا جائے وکیل کے گواہوں کا ہونا نکاح کے لیے ضروری نہیں یہ ہم پہلے بھی ذکر چکے ہیں۔

Scanned by CamScanner

وکالت کے الفاظ

دلہا ان الفاظ میں وکیل کو وکالت دے سکتا ہے:

میں نے اپنا نکاح قدسیہ بنت احمد سے ۲۵۰۰۰ ہزار روپے مہر کے عوض کرانے کا آپ کو اپنا وکیل بنایا ہے۔

یا

وکیل دلہے سے ان الفاظ میں وکالت لے سکتا ہے:

''میں قدسیہ بنت احمد سے تمہارا نکاح ۲۵۰۰۰ ہزار روپے مہر کے عوض کراتا ہوں کیا تمھیں منظور ہے؟'' اور دلہا جواب میں کہے: ''ہاں!''۔

نوٹ: وکالت کے لئے انہی الفاظ کا ہونا ضروری نہیں بلکہ دوسرے الفاظ بھی ہوسکتے ہیں یہ بطور مثال کے لکھے گئے ہیں۔

ٹیلی فون پر نکاح

مسئلہ: نکاح کی مجلس میں ایجاب یا قبول ٹیلی فون کے ذریعہ ہو تو وہ نکاح شرعاً منعقد نہیں ہوگا، جیسے نکاح خواں ٹیلی فون پر دلہا سے ایجاب کرے اور دلہا فون پر قبول کرے، کیونکہ ایجاب اور قبول کا ایک مجلس میں ہونا ضروری ہے(*)۔ نیز نکاح کے گواہ ایجاب یا قبول کو فون کے ذریعہ سنتے ہیں (مثلاً دلہا کے پاس لوگ ایجاب فون پر سنتے ہیں اور دوسری طرف والے قبول کو) اور گواہوں کا فون سے سن کر گواہی دینا درست نہیں۔

(*) ومنها أن يكون الإيجاب والقبول في مجلس واحد حتى لو اختلف المجلس لا ينعقد وكذا إذا كان احدهما غائبا لم ينعقد (هندیہ ص ۲ ج ۲) نوٹ: خیر الفتاوی ج ۴ / ۳۰۷ میں ٹیلی فون پر نکاح کا جواز منقول ہے۔

Scanned by CamScanner

مسئلہ: اس کی جائز صورت یہ ہے کہ لڑکے سے فون پر نکاح کی وکالت لے لی جائے پھر دلہن کے وکیل کی طرف سے ایجاب ہو جس کا طریقہ ہم ذکر کر چکے ہیں اور دلہے کا وکیل اس کو قبول کرے، یعنی یوں کہے کہ "میں نے زید بن خالد کی طرف سے اس کو زید بن خالد کے نکاح میں قبول کیا"۔

مسئلہ: اگر نکاح کی مجلس دلہے کے ہاں قائم ہو اور دلہن سے فون پر وکالت لے لی جائے اور دلہن کا وکیل یا نکاح خوان دلہے کو ایجاب کرے اور دلہا اس کو قبول کرے تب بھی درست ہے۔

مہر کے مسائل

کم از کم مہر

کم از کم مہر ۱۰ درہم ہے، یعنی ۱۰ درہم کے وزن کے بقدر چاندی۔ اس سے کم مہر رکھنا درست نہیں۔ (۱۹)

دس درہم = دو تولے ساڑھے سات ماشے یعنی 2.625 تولہ = 30.618gm

اگر چاندی فی تولہ 1100 روپے ہو تو دس درہم کی قیمت 2888 روپے تقریباً بنے گی۔

نوٹ: ایک تولے میں ۱۲ ماشے ہوتے ہیں۔

مسئلہ: اگر کسی نے دس درہم سے کم مہر رکھا تو نکاح ہو جائے گا، لیکن اس کے ذمہ دس درہم کی قیمت کے بقدر مہر لازم ہوگا۔ (۲۰)

---

(۱۹) اقل المہر عشرۃ دراھم مضروبۃ او غیر مضروبۃ۔ (عالمگیری، ۳۱۳/۲)

(۲۰) ثم الاصل فی التسمیۃ انہا اذا صحت و تقررت یجب المسمی ثم ینتظر ان کان المسمی عشرۃ فصاعدا فلیس لہا الا ذلک وان کان دون العشرۃ یکمل عشرۃ۔ (عالمگیری، ۳۱۳/۲)

Scanned by CamScanner

مہرِ فاطمی

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی صاحبزادی سیدۃ النساء حضرت فاطمہ الزہراؓ کا جو مہر مقرر کیا تھا اسے مہرِ فاطمی کہتے ہیں، وہ چار سو مثقال چاندی تھی۔ ایک مثقال ساڑھے چار ماشہ کا ہوتا ہے، لہٰذا چار سو مثقال چاندی کی مقدار (۱۸۰۰ ماشے یعنی) ایک سو پچاس (۱۵۰) تولہ چاندی ہوتی ہے۔ (فتاویٰ رحیمیہ، ۲۳۱/۸)(۲۱)

اگر چاندی کی قیمت 1100 روپے فی تولہ ہو تو مہر فاطمی کی قیمت 1,65000 (ایک لاکھ پینسٹھ ہزار) روپے ہوگی۔

مسئلہ: مہر حسبِ استطاعت ہو، وسعت سے زیادہ مہر اچھا نہیں ہے۔ (۲۲)

---

(۲۱) حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مہر کے بارے دو روایتیں ہیں: ایک روایت ۴۰۰ مثقال کی ہے جیسا کہ اوپر فتاویٰ رحیمیہ کے حوالے سے مذکور ہوا، دوسری روایت ۵۰۰ درھم کی ہے۔ جواہر الفقہ میں ہے: ’’مہر فاطمی جس کی مقدار منقول پانچ سو درہم ہے۔ کما فی عامۃ روایات الحدیث۔ اس کی مقدار موجودہ روپیہ سے ایک سو اکتیس تولہ تین ماشہ ہوئی‘‘ (جواہر الفقہ، باب: اوزان شرعیہ، چاندی سونے کا صحیح نصاب، دار العلوم کراچی)

500 درھم = 131.25 تولہ = 1530.9gm

اگر چاندی کی قیمت 1100 روپے فی تولہ ہو تو مہر فاطمی کی قیمت 1,44,375 (ایک لاکھ چوالیس ہزار تین سو پچھتر) روپے ہوگی۔

نوٹ: دونوں اقوال میں سے ہر ایک پر عمل کرنے کی گنجائش ہے۔

(۲۲) عن عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال ’’الا لا تغالوا فی صدقات النساء فانھا لو کانت مکرمۃ فی الدنیا و تقوی عند اللہ، لکان اولکم بھا نبی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم‘‘ (مشکوۃ المصابیح، باب الصداق، الفصل الثانی)

مسئلہ: نکاح میں چاہے مہر کا ذکر کیا جائے چاہے نہ کیا جائے ہر حال میں نکاح ہوجاتا ہے، بل کہ اگر کوئی یہ شرط کرے کہ ہم مہر نہ دیں گے تب بھی نکاح ہوجائے گا اور خلوتِ صیحیہ کے بعد شوہر پر مہر مثل لازم ہوگا۔ (۲۳)

مسئلہ: مہر مقرر نہ کیا تھا اور رخصتی سے پہلے شوہر یا بیوی کا انتقال ہوگیا تب بھی مہر مثل لازم ہوگا۔ (۲۴)

نوٹ: مہر مقرر کرنے میں آج کل عام برادریوں میں بڑی افراط وتفریط پائی جاتی ہے بعض حضرات اتنی بڑی بڑی رقمیں مقرر کردیتے ہیں جن کی ادائیگی کا تصور بھی شوہر سے نہیں ہوسکتا۔ احادیث صیحیہ میں اس کی ممانعت آئی ہے، اس سے اجتناب کرنا چاہیے۔ اس کے مقابلہ میں بعض حضرات مہرِ فاطمی کو ضروری قرار دیتے ہیں اور اس پر اصرار کرتے ہیں اور اسی کو مہرِ شرعی سمجھتے ہیں حالاں کہ شریعت نے مہر کا انتہائی درجہ کوئی مقرر نہیں کیا۔ خلفاءِ راشدین اور صحابہءِ کرام رضی اللہ عنہم سے مہرِ فاطمی سے بہت زیادہ مقدار مہر میں مقرر کرنا ثابت ہے۔ اس لئے یہاں اس بات کو خوب یاد رکھنا چاہیے کہ جس طرح مہر میں بہت مبالغہ اور زیادتی مذموم ہے اسی طرح لڑکی کا مہر اس کے مہرِ مثل یعنی خاندان کی لڑکیوں سے کم کرنا بھی لڑکی پر ظلم اور اس کی حق تلفی ہے

---

(۲۳) و ان تزوجہا و لم یسم لہا مہرا و تزوجہا علی ان لا مہر لہا فلہا مہر مثلہا ان دخل بہا۔ (عالمگیری، ۲/۳۱۴)۔ (۲۴) وان تزوجہا ولم یسم لہا مہرا او تزوجہا علی ان لا مہر لہا فلہا مہر مثلہا ان دخل بہا او مات عنہا وکذا اذا ماتت ھی۔ (عالمگیری ۳۱۴ ص ج ۲)

Scanned by CamScanner

جس کا اختیار صرف لڑکی کے اولیاء کو نہیں ہے۔ ہاں لڑکی اور اولیاء سب مہر فاطمی مقرر کرنے اور اپنا حق کم کرنے پر دل سے راضی ہو جائیں تو مضائقہ نہیں، لیکن اس معاملہ میں لڑکی کا حیاء و شرم کی وجہ سے صرف سکوت کرنا رضامندی کے لیے کافی نہیں اس کی دلی منشاء کو کسی طرح معلوم کرنا ضروری ہے۔ مثلاً اس کی بے تکلف سہیلیوں یا اور جس سے وہ بے تکلف اپنی منشاء کا اظہار کر دے اس کے ذریعہ معلوم کرنا ضروری ہے۔

(حاشیہ بہشتی زیور ص ۳۱۲)

مہرِ معجّل اور مہرِ مؤجل

جس مہر کے بارے میں طے ہو کہ نکاح ہوتے ہی یا پہلی ملاقات میں دینا ہے وہ مہر معجّل کہلاتا ہے اور جس میں طے ہو کہ وہ اتنے عرصہ بعد دینا ہوگا یا لڑکی کے مانگنے پر دینا ہوگا وہ مہر مؤجل کہلاتا ہے۔

مسئلہ: جس مہر کے معجّل یا مؤجل ہونے کا کچھ ذکر نہ کیا جائے اس میں عرف و رواج کے مطابق عمل کیا جائے گا۔ جہاں کہیں پہلی رات کو سب مہر دے دینے کا دستور ہو وہاں اول ہی رات سارا مہر لینے کا عورت کو اختیار ہے۔ اگر اول دن نہ مانگا تو جب مانگے تب مرد کو دینا واجب ہے، دیر نہیں کر سکتا اور جہاں یہ دستور ہے کہ مہر کا لینا طلاق کے بعد یا مر جانے کے بعد ہوتا ہے تو ایسی جگہ عورت پہلے مہر کا مطالبہ نہیں کر سکتی۔ (۲۵)

---

(۲۵) مزید تفصیل کے لئے دیکھئے احسن الفتاوی، ۵/ ۳۴، ۳۵

Scanned by CamScanner

نکاح کے خطبہ کے مسائل

مسئلہ: نکاح کا خطبہ ایجاب وقبول سے پہلے پڑھنا مسنون ہے۔

(دیکھئے فتاوی محمودیہ، ۱۰/۵۹۱، فتاوی رحیمیہ، ۲/۱۰۴)(۲۶)

مسئلہ: بغیر خطبہ کے نکاح منعقد تو ہوجائے گا، لیکن خلافِ سنت ہے اور برکات سے محرومی کا سبب ہے۔ (دیکھئے فتاوی رحیمیہ ج۲ ص۱۰۵)

مسئلہ: نکاح کا خطبہ خاموشی سے سننا چاہیے اس وقت حاضرین کا آپس میں بات چیت کرنا یا کوئی دنیوی کام کرنا جائز نہیں۔ (احسن الفتاوی، ۵/۳۵)(۲۷)

---

(۲۶) ویندب إعلانه وتقديم خطبة (الدر المختار، كتاب النكاح ۸/۳، ایچ ایم سعید)

(۲۷) قال في العلائية وكذا يجب الاستماع لسائر الخطب كخطبة نكاح وخطبة عيد وختم على المعتمد (رد المحتار ص ۷۶۹ ج ۱)

خطبۂ نکاح

اِنَّ الْحَمْدَ لِلّٰہِ نَسْتَعِیْنُہٗ وَنَسْتَغْفِرُہٗ وَنَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَسَیِّئَاتِ اَعْمَالِنَا فَمَنْ یَّھْدِہِ اللّٰہُ فَلَا مُضِلَّ لَہٗ وَمَنْ یُّضْلِلْ فَلَا ھَادِیَ لَہٗ وَاَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰہَ حَقَّ تُقٰتِہٖ وَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَاَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ○ یٰٓاَیُّھَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّکُمُ الَّذِیْ خَلَقَکُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَۃٍ وَّخَلَقَ مِنْھَا زَوْجَھَا وَبَثَّ مِنْھُمَا رِجَالًا کَثِیْرًا وَّنِسَآءً وَاتَّقُوا اللّٰہَ الَّذِیْ تَسَآءَلُوْنَ بِہٖ وَالْاَرْحَامَ اِنَّ اللّٰہَ کَانَ عَلَیْکُمْ رَقِیْبًا○ یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰہَ وَقُوْلُوْا قَوْلًا سَدِیْدًا○ یُّصْلِحْ لَکُمْ اَعْمَالَکُمْ وَیَغْفِرْ لَکُمْ ذُنُوْبَکُمْ وَمَنْ یُّطِعِ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِیْمًا○[۲۸]

وقال علیه الصّلوة والسّلام: ''اِنَّ أعظمَ النِّکاحِ برکۃً اَیسرُہٗ مؤنۃً۔''[۲۹]

عن أبي هریرة۔ رضی اللّٰه عنه۔ عن النبيّ صلی اللّٰه علیه وسلم قال: ''تُنْکَحُ المرأۃُ لِأربعٍ: لِمالِھا، ولِحَسَبِھا، ولِجَمالِھا، ولِدِیْنِھا فَاظْفَرْ بِذاتِ الدِّیْنِ تَرِبَتْ یَداكَ۔''[۳۰]

---

(۲۸) رواہ احمد والترمذی وأبوداؤد والنسائی وابن ماجه والدارمی۔ (دیکھئے فتاویٰ محمودیہ، ۱۰/۴۶۸)

(۲۹) رواہ البیھقی، ۱۴/۸۴ رقم: ۶۲۹۵۔ (۳۰) البخاری، باب الأکفاء فی الدین۔

Scanned by CamScanner